منصبِ مومن

جس میں

مسلمان مرد و خواتین کو انفرادی و اجتماعی زندگی میں ان کے ایمانی تقاضوں کی طرف پوری دل سوزی کے ساتھ توجہ دلائی گئی ہے بگڑتے ہوئے معاشرہ کی اصلاح کا لائحہ عمل بتلایا گیا ہے اور اس سے غفلت و مداہنت کے برے انجام سے باخبر کیا گیا ہے

محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ **ابرار الحق** صاحب دامت برکاتہم عمت فیوضہم
خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی نوّر اللہ مرقدہ

زیر سرپرستی: یادگار خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ پوسٹ بکس نمبر: 2074 جامع مسجد قدسیہ
بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائد اعظم لاہور۔ پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 ☎ 042 - 6373310

ناشر: انجمن احیاء السنّۃ (رجسٹرڈ)
نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور۔ پوسٹ کوڈ نمبر: 54920 ☎ 042-6861584-042-336767

نقل ارشاداتِ مُرشد میکنیم
آنچہ مردم میکنند بوزینہ ہم
اصل کی برکت سے لیکن کیا عجب
نقل میں بھی ہو وہی فیضِ اَتم
مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

منصبِ مؤمن

از

محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

ناظم مدرسہ اشرف المدارس و مجلس دعوۃ الحق ہردوئی

ناشر

انجمن احیاء السنہ (رجسٹرڈ) نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور۔

سلسلہ اشاعت دعوۃ الحق نمبر ۱۹۳

نام کتاب ———————— منصب مومن

وعظ ———— محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

مرتب ———————— محمد افضال الرحمٰن

ناشر ———————— انجمن احیاء السنہ لاہور

سن اشاعت ———————— ۱۴۱۸ھ

کتابت ———————— خلیل احمد لکھنؤ

اشاعت ثانی ———————— جمادی الاول ۱۴۲۱ھ

ملنے کے پتے

مواعظ کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور

پوسٹ بکس نمبر: 2074 پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون: 042-6370371-6373310

انجمن احیاء السنہ (رجسٹرڈ) نفیر آباد، باغبانپورہ لاہور۔ پوسٹ کوڈ: 54920

فون: 042-6861584, 042-6551774

نگرانِ اشاعت

ڈاکٹر عبد المقیم

خلیفہ مجاز:
عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

فہرست مضامین

باسمہٖ تعالیٰ

عرضِ مرتب

حامداً وّمُصلیاً وّمُسلماً۔ امابعد!

امت مسلمہ کی نقل وحرکت اور اس کے اعمال وافعال اپنے اثرات کے لحاظ سے بڑے اہم ودوررس ہیں کہ اگر وہ اپنے مقام ومنصب کے پیش نظر انفرادی واجتماعی خصوصیات کے ساتھ ذمہ داریوں کے لئے کام کرتی رہے تو دنیا میں امن وامان۔ چین وسکون ہوگا۔ بجائے اسکے غفلت وپہلوتہی اختیار کرے تو اس کے نتیجہ میں صرف وہی ذلت وناکامی سے دوچار نہ ہوگی بلکہ دنیا میں بھی فساد وبدامنی پھیلے گی۔ قرآن حکیم نے بطور خاص مختلف عنوانات سے اس کے مقام ومرتبہ۔ انفرادی واجتماعی خصوصیات وذمہ داریوں کو اس طرح روشن کیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ آج کی مصیبت زدہ دنیا کے لئے مسائل ومشکلات کا حل اسی کی انجام دہی میں ہے۔

اسلئے مسلمانوں میں عمومی طور پر جو بنیادی مقصد سے دوری جمود وتعطل ہے اسکو دور کیا جائے اور ان میں اسکا جذبہ وداعیہ اور اس کے لئے عزم وحوصلہ پیدا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے چنانچہ اسی کے پیش نظر محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ۸ رجب ۱۴۱۶ھ مطابق ۲ دسمبر ۱۹۹۵ء یوم شنبہ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کے وعظ میں مسلمان مرد وخواتین کو ان کی انفرادی واجتماعی زندگی کے ایمانی تقاضوں کی طرف بڑی دلسوزی کے ساتھ توجہ دلائی ہے۔ اسکے لئے لائحہ عمل کی بھی نشاندہی کی ہے۔ مجلس اس کو منصب مومن کے نام سے آنمخدوم دامت برکاتہم کی نظر ثانی واجازت سے پیش کررہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو انسانیت کے لئے نسخہ شفا بنا کر شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

والسلام

محمد افضال الرحمٰن

خادم مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ط یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ط اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُھُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ○

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دینی رفیق ہیں، نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا بلا شبہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے حکمت والا ہے۔

اس وقت ایک آیت کریمہ کی تلاوت کی گئی ہے اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومن اور مومنات دونوں کو ذکر فرمایا ہے۔

مردوں ہی سے بالعموم خطاب کیوں کیا گیا؟

یوں تو قرآن پاک میں جو عام احکام ہیں وہ مومن اور مومنہ دونوں ہی

کے لئے ہیں، جب احکامات دونوں ہی کے لئے ہیں تو بظاہر اس کا تقاضا یہ تھا کہ خطاب بھی دونوں ہی کو کیا جاتا، حالانکہ بالعموم مردوں ہی سے خطاب کیا گیا ہے جس میں مستورات بھی شامل ہیں، اس طرح کے خطاب میں اگرچہ مصالح و حکمتیں ہیں پھر بھی مستورات کو اس کا خیال گزرنا ایک فطری بات ہے کہ کیا وجہ ہے کہ قرآن پاک میں زیادہ تر مومنین کو خطاب ہوتا ہے مومنات کا ذکر نہیں آتا، چنانچہ ایک دفعہ مستورات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مَالِیْ اَسْمَعُ الرِّجَالَ یُذْکَرُوْنَ فِی الْقُرْاٰنِ وَالنِّسَاءَ لَایُذْکَرْنَ ہمیں تو قرآن پاک میں مردوں ہی کا تذکرہ سنائی دیتا ہے اور عام طور سے عورتوں کا ذکر نہیں ہے (تفسیر ابن کثیر ۳/۴۸۷) اس پر مستقل ایک بڑی آیت سورۂ احزاب میں اتری۔

بات یہ ہے کہ ان کے لئے پردہ کا حکم ہے، ان کے معاملات پردہ پوشی پر مبنی ہیں، پھر یہ کہ ان کا نام ہی مستورات ہے جس کے معنیٰ ہیں ڈھکی ہوئی چیز ان سب باتوں کا تقاضا یہ ہے کہ ان کا نام صراحتًا نہ لیا جائے اس لئے بالعموم خطاب میں ان کا نام نہیں لیا گیا، البتہ کہیں کہیں ان کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے، چنانچہ اس وقت جس آیت کی تلاوت کی گئی ہے اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنین ومومنات، مومن مرد اور مومنہ عورت دونوں کو ذکر فرمایا ہے۔

جماعت کو امتیازی خصوصیات سے پہچانا جاتا ہے

اور دونوں کی کچھ پہچان ونشان بتلائی ہے، ہر جماعت کی الگ الگ کچھ نشانیاں ہوتی ہیں، امتیازی پہچان ہوتی ہے کہ اسکے ذریعہ سے انکو پہچان

لیا جاتا ہے، کیوں بھائی ڈاکخانہ کے آدمی کو کوئی پشت سے دیکھے، دائیں بائیں سے دیکھے اس کو پہچان لے گا یا نہیں؟ پہچان لے گا۔ پولیس والے کو کوئی پشت سے دیکھتا ہے فوراً پہچان لیتا ہے کہ پولیس کا آدمی ہے۔ ایسے ہی مومن کی کچھ خصوصیات بتلائی گئیں کہ اس کے ذریعہ سے پہچانا جاسکتا ہے کہ یہ مومن ہے اور وہ خصوصیات دو طرح کی ہیں ایک اجتماعی، دوسرے انفرادی، اس میں پہلے اجتماعی خصوصیت کو ذکر کیا گیا ہے پھر انفرادی کو، اس وقت پہلی صفت کو تو بعد میں بیان کروں گا دوسری کو پہلے عرض کرتا ہوں۔

اقامتِ صلوٰۃ کی حقیقت

مومن اور مومنہ کی امتیازی خصوصیت ہے

وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ — اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں

ان کی خاص بات یہ ہے کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں، نماز بہت عمدہ پڑھتے ہیں، ایک ہے یصلون الصلوٰۃ کہ نماز پڑھتے ہیں، یہ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ، اقامت صلوٰۃ یہ مومن کی شان ہے، اقام یقیم اقامۃً کے معنیٰ ہیں کھڑا کرنا، اس لحاظ سے یقیمون الصلوٰۃ کا لفظی ترجمہ ہوا جو نماز کو کھڑا کرتے ہیں، عربی زبان میں کہا جاتا ہے اَقمت الشئی اقامۃ یہ اس وقت کہتے ہیں اذا دفیت حقہ[1] کہ جب کسی چیز کو اس طرح ادا کیا جائے جو اس کا حق ہے۔

تو اب مطلب یہ ہوا کہ وہ نماز کو کھڑا کرتے ہیں جیسا کہ اسکا حق ہے، ہیں

---

[1] روح المعانی ۱/۱۱۵

کہا کرتا ہوں کہ یہاں عربی اور اردو کا محاورہ مل گیا، وہ اس طرح کہ اردو محاورہ میں کہتے ہیں کہ میاں اپنے پیروں پر کھڑے ہو، کیا وہ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہے؟ کھڑا تو ہے پیروں پر، محاورہ میں اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اپنے کاموں میں خود کفیل ہو جاؤ،، دوسروں کے محتاج نہ رہو، محنت میں لگو، کام میں لگو کماؤ، والدین کے لئے کب تک بار رہو گے، تمھاری عمر اتنی ہوگئی ہے، تو پیروں پر کھڑے ہونے سے مراد یہ ہے کہ اپنی ضروریات اور کھانے پینے میں خود کفیل ہو جاؤ دوسروں کے محتاج نہ رہو، ظاہر ہے کہ یہ بات اس وقت ہوگی جب کہ وہ خود کامل ہو، اسی طرح نماز کو پورے حقوق کے ساتھ کھڑی کرنے کے معنیٰ یہ ہوئے کہ نماز لنگڑی لولی نہ ہو، اگر لنگڑی لولی ہوگی تو کھڑی نہ ہوگی، نماز کے جوارکان ہیں قیام و قرأت، رکوع وسجود وغیرہ ان سب کو قاعدہ سے ادا کیا جائے، ان کے حقوق کی رعایت کی جائے تب جا کر صحیح معنوں میں اقامۃ صلوٰۃ کی حقیقت ہوگی۔ چنانچہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے اقامۃ صلوٰۃ کی تفسیر یہی منقول ہے۔

اتمام الرکوع والسجود والتلاوۃ والخشوع والاقبال علیہا [۱] رکوع اور سجدہ اور تلاوت اور خشوع وخضوع کو پورا کرنا۔

جس طرح ہم کھانے پینے میں مستحبات تک کا اہتمام کرتے ہیں، کھانے میں اگر ذرا سا نمک کم ہو جائے تو کہتے ہیں کہ نمک لاؤ بھائی نمک، تھوڑی شکر کم ہو جائے تو کہتے ہیں کہ ارے بھائی تھوڑی سی شکر لانا، حالانکہ کھانے میں تھوڑا نمک کم ہے، شکر کم ہے اس کو کھایا جا سکتا ہے، اس سے پیٹ بھر جائے گا لیکن پھر بھی اس

---

[۱] تفسیر ابن کثیر ۱/۴۲

کمی کو پورا کرتے ہیں تاکہ مزہ بڑھ جائے، تو کھانے پینے میں ہر چیز بڑھیا، اسی کو میں کہا کرتا ہوں مکان بڑھیا، دکان بڑھیا، دوکان اس کو بھی بڑھیا ہونا چاہئے، اور نان بھی بڑھیا، پان بھی بڑھیا اور اذان وتلاوت قرآن پاک اور نماز یہ بڑھیا نہ ہو، یہ بھی بڑھیا ہونا چاہئے، کھانے پینے میں جس طرح تھوڑی کمی کو پورا کرنے کی فکر کرتے ہیں، اس کے مستحبات کا اہتمام کرتے ہیں ایسے ہی نماز کی سنن و مستحبات کا اہتمام چاہئے، نماز جتنی سنت کے موافق ہوگی اتنی ہی عمدہ اور بڑھیا ہوگی اس لئے حضرات مفسرین نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے۔

یحافظون علی حدودھا وشرائطھا وارکانھا وصفاتھا الظاھرۃ من السنن والآداب والباطنۃ من الخشوع و الاقبال [۱]	نماز کے حقوق، شرائط وارکان اور ظاہری صفات یعنی سنن و مستحبات اور باطنی صفات یعنی خشوع اور خضوع کا پورا اہتمام اور پابندی کرتے ہیں۔

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مومن اور مومنہ سنت کے موافق نماز پڑھتے ہیں اسکے حقوق ادا کرتے ہیں، اس کے مستحبات تک کی رعایت کرتے ہیں۔

مسنون نماز ہی کے فوائد ہیں

نماز کے بہت فائدے ہیں، قرآن پاک میں فرمایا گیا

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ   بے شک نماز بے حیائی اور ناشائستہ

---

[۱] تفسیر مظہری ۱۹/۱

وَالْمُنْكَرِ ؎۱ کاموں سے روک ٹوک کرتی رہتی ہے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ ؎۲ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

یہ نماز کے فائدے ہیں کہ بے حیائیوں اور برائیوں سے روکتی ہے، اس سے چین وسکون ملتا ہے، راحت ملتی ہے، ہم کو یہ نعمت ملی ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر ملی ہوئی ہے تو شکر کرنا چاہئے، اور اگر نہیں ملی ہے تو فکر چاہئے، ایک شخص خمیرہ مروارید استعمال کر رہا ہے اس سے دل ودماغ کو تقویت ملتی ہے، اس نے چار ڈبہ اس کے کھائے، اس کو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ہے، کیا بات ہے؟ فکر کی بات ہے کہ چار ڈبہ کھائے اور کوئی فائدہ نہیں ہوا، تو دیکھنا چاہئے کہ خمیرۂ مروارید ٹھیک بھی ہے کہ نہیں؟ کس دواخانہ کا بنا ہوا ہے، کہاں کا بنا ہوا ہے، سچّے موتی پڑے ہیں کہ نہیں؟ پورے اجزاء صحیح صحیح پڑے بھی ہیں یا نہیں؟ اسی طرح نماز جو ہم پڑھ رہے ہیں وہ کیسی پڑھ رہے ہیں صحیح بھی پڑھ رہے ہیں یا نہیں؟ جو فوائد نماز کے بیان کئے گئے ہیں وہ اس نماز کے ہیں جو سنت کے موافق ہو، جب ہم نماز سنت کے موافق پڑھتے نہیں تو وہ فوائد ہم کو کیسے حاصل ہو جائیں گے،

مسنون نماز کی فکر واہتمام میں کمی

نماز بے حیائی سے روکتی ہے، ایک صاحب نے پوچھا تھا کہ کتنی مدّت لگتی ہے؟ کہنے لگے کہ یہاں تو دیکھتے ہیں جو پرانے نمازی ہیں ان سے گناہ تو چھوٹتے

؎۱ پ۲۱ ع۱ سورۃ العنکبوت ؎۲ تفسیر مظہری ۱/۱۹

نہیں بلکہ نئے نئے گناہ کرنے لگ جاتے ہیں، تو میں نے کہا کہ وہ کیسی نماز پڑھ رہے ہیں، ان کی نماز سنت کے مطابق ہے بھی کہ نہیں؟ نماز کسی سے سیکھی بھی کہ نہیں؟ اور ماشاءاللہ یہاں جتنے لوگ بیٹھے ہیں ان میں اکثر خواص ہی ہیں میں کسی سے پوچھوں گا نہیں خود ہی فیصلہ کریں کہ نماز پڑھنا ہم نے کسی سے سیکھا یا نہیں؟ ایک جگہ خوشحال گھرانہ میں نکاح کی تقریب تھی اس میں مجمع اس کا چوگنا تھا مسجد بڑی تھی اور سب لوگ ماشاءاللہ سفید پوش، صلحا، شرع تھے، اکثر لوگوں کی شرعی داڑھیاں تھیں، میری بھی وہاں حاضری ہوگئی، میں نے کہا صلحا کا مجمع ایسا تو کم نظر آتا ہے، ماشاءاللہ

دیکھ کر جی خوش ہوا، آج میں بھی کچھ انتظام کر کے آیا ہوں، وہ یہ کہ سب کو کچھ تحفہ پیش کروں گا لیکن یوں نہیں، بلکہ جو یہ بتائیں گے کہ ہم نے نماز پڑھنا سیکھا ہے، ایسے حضرات کھڑے ہو جائیں، ان سے زیادہ لمبا سوال نہیں کروں گا، ایک مختصر سا سوال کروں گا کہ نماز کے جو ارکان قیام وقرأت، رکوع وسجود اور قعود ہیں ان میں سے کسی ایک کی سنت پوچھوں گا جو بتلائے گا اس کو سوچا تھا کہ پانچ روپیہ تحفہ میں پیش کروں گا، یہ آج سے کئی سال پہلے کی بات ہے جب پانچ روپیہ کو کچھ سمجھتے تھے، آج کل تو گرانی ہے پانچ روپیہ کو معمولی سمجھتے ہیں، ایک شخص بھی نہیں کھڑا ہوا، اس میں ساٹھ ساٹھ سال کی عمر تک کے لوگ تھے مگر کوئی ایک بھی نہیں کھڑا ہوا، سامنے ایک بڑی عمر کے صاحب بیٹھے تھے ان سے پوچھا کہ آپ کی عمر کتنی ہے؟ انھوں نے کہا پینسٹھ سال، ان سے پوچھا کہ سورۂ فاتحہ کے معنیٰ یاد ہیں؟ کہنے لگے نہیں، الحمد للہ رب العٰلمین کے معنیٰ یاد ہیں؟ کہنے لگے نہیں، آج سائیکل اچھی

چلا لیتے ہیں، موٹر سائیکل خوب عمدہ چلا لیتے ہیں، ٹریکٹر چلا لیتے ہیں، ریل گاڑی اور ہوائی جہاز بھی چلا لیتے ہیں اسلئے کہ سیکھا ہے اور سنت کے موافق نماز نہیں پڑھ پاتے اس لئے کہ سیکھا نہیں کیا بات ہے؟ فکر و اہتمام کی کمی ہے، موٹر سائیکل و جیپ چلا لینا آسان ہوائی جہاز چلا لینا آسان اس لئے کہ اس کو چلانا سیکھا ہے لیکن ہم خود سنت کے موافق نماز نہیں پڑھ پاتے، یہ کیا بات ہے؟ سیکھا نہیں،

دین کی طلب میں شام سے مدینہ کا سفر

نماز سب سے بڑھیا چیز ہے ہم اس کو سیکھتے نہیں، پہلے زمانے میں لوگ اس کا کتنا اہتمام کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک صاحب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، وضع قطع اور گفتگو سے اندازہ ہو ہی جاتا ہے کہ آدمی کس ملک کا ہے، چنانچہ جب وہ خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ انھوں نے کہا ملک شام سے آیا ہوں، آپ نے پوچھا کیسے آئے؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے التحیات پڑھا کرتے تھے وہ سیکھنے آیا ہوں، اس زمانہ میں کہاں ریل گاڑی، کہاں ہوائی جہاز، پیدل اور اونٹ کا سفر ہوتا تھا پہلے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ بارہ چودہ دن میں پہونچتے تھے، اب کار کے ذریعہ چار گھنٹے میں پہونچ جاتے ہیں، بسوں کے ذریعہ چھ گھنٹے میں پہونچ جاتے ہیں، ہوائی جہاز سے پینتیس منٹ میں مکہ سے مدینہ پہونچ جاتے ہیں، غرضیکہ انھوں نے ملک شام سے مدینہ کا اتنا لمبا سفر اور اسکے لئے مشقت برداشت کی صرف التحیات سیکھنے کے لئے سنت کے مطابق تشہد سیکھنے کے لئے، کتنا اہتمام اور جذبہ تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر

ان کے اس جذبہ کا کیا اثر ہوا بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ، میں لکھا ہے۔

فبکی عمر حتی ابتلت لحیتہ ثم قال واللہ انی لارجو من اللہ ان لایعذبک ابداً لہ

حضرت عمر رونے لگے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی پھر فرمایا اللہ کی قسم مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ تم کو کبھی عذاب نہیں دیگا۔

سنن کا اہتمام متعلقین کو بھی کرائیں

نماز پڑھنے کا حکم مردوں کے لئے بھی ہے، عورتوں کے لئے بھی، بہشتی زیور میں عورتوں کی نماز کا طریقہ لکھ دیا گیا ہے مستورات کو چاہیئے کہ اس کے موافق خود بھی نماز پڑھیں اور بچیوں کو بھی پڑھائیں، چھوٹے بچوں کی ابھی سے عادت ڈالیں ان کو سنت کے موافق کھانا کھانے کی، سنت کے موافق سونے کی ابھی سے عادت ڈالیں، خود بھی عمل کریں، ان سے بھی عمل کروائیں، ایک ایک سنت خود بھی یاد کریں، ان کو بھی یاد کرائیں، ہمارے یہاں مدرسہ میں چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں ان کو بھی کھانے کی پندرہ سنتیں یاد کرا دی گئی ہیں، اسی طرح وضو کی تیرہ سنتیں، نماز کی اکیاون سنتیں بتلادی گئیں، ان سے پوچھتے ہیں فلاں چیز کی فلاں نمبر سنت کیا ہے وہ ماشاء اللہ فر فر سناتے ہیں اس کی آسان صورت یہ ہے کہ مسجد اور مدرسہ میں روزانہ ایک ایک سنت بتلادی جائے، بڑے اور بچے یہاں جو سنت سیکھ کر جائیں وہ گھروں میں مستورات کو بتلادیں، کتنی آسانی سے سنتوں کا علم اور اس کی اشاعت ہوسکتی ہے، گھر میں دال، ترکاری، لکڑی، کھانے پینے کا سامان اور اس کا انتظام مرد لوگ کرتے ہیں، تو پھر سنتوں کا انتظام کون کریگا، سوچو بھائی یہ بھی تو مردوں کی ذمہ داری ہے

لہ بدائع الصنائع ۲/۱

سُنّت کے موافق اذان کا اہتمام کیا جائے

نماز ہی کے متعلقات میں سے اذان بھی ہے، جس طرح سنت کے مطابق نماز مطلوب ہے اسی طرح اذان بھی سنت کے موافق ہونا ضروری ہے، آج سُنت کے موافق اذانیں نادر ہیں، اذانیں صحیح نہیں ملتی ہیں جہاں جاتا ہوں غور سے اذانیں سنتا ہوں، جہاں جاتا ہوں وہاں کے مخبرین اطلاع دے دیتے ہیں کہ اذان کیسی ہو رہی ہے، وہ مخبرین آلہ بکبر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) ہیں کہ ان کے ذریعہ سے پتہ چل جاتا ہے کہ کہاں اذان کیسی ہو رہی ہے، کہاں اذان کیسی ہو رہی ہے، اس کو سن کر دل روتا رہتا ہے، اور فجر میں تو دل اور روتا رہتا ہے، کوئی کیسی کہتا ہے، کوئی کیسی کہتا ہے، کوئی حی علی الصلوٰۃ میں حی کے یا کے زبر کو کھینچتا ہے، کوئی لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں الٰہ کے الف کو کھینچتا ہے، اور لفظ اللّٰہ کو تو بہت بگاڑتے ہیں، قل ھو اللہ احد میں کوئی لفظ اللّٰہ کو کھینچے، اَللّٰہُ الصَّمَد میں اللّٰہ کو کھینچے تو روکتے ہو کہ نہیں، اس پر ٹوکتے ہو کہ نہیں، تو پھر اذان میں بھی تو وہی لفظ اللّٰہ ہے اس میں کیوں بگاڑتے ہو، اور بھائی مجھے تو اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے کہ جب کوئی لفظ اللّٰہ کو بگاڑتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے تیر مار دیا۔ آجکل اذان میں کھینچ تان کا رواج پڑ گیا ہے، اس کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے، اس کے لئے قواعد وضوابط ہیں اسکے موافق سیکھنے کی ضرورت ہے، مشق کرنے کی ضرورت ہے تاکہ سنت کے موافق اذانوں کا رواج ہو، تو عرض یہ کر رہا تھا کہ مومن کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ نمازیں بڑھیا پڑھتے ہیں،

مال کا ہونا بھی مطلوب ہے

دوسری صفت ہے

ویؤتون الزکوٰۃ — اور زکوٰۃ دیتے ہیں

مال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، زکوٰۃ کا بڑا اہتمام کرتے ہیں، کتنی محنت سے مال کماتے ہیں پھر اس میں چالیسواں حصہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ مال و دولت کا ہونا یہ برا نہیں ہے بلکہ شریعت میں اس کا ہونا بھی مطلوب ہے اسلئے کہ روپیہ پیسہ پاس نہ ہو تو پھر زکوٰۃ کہاں سے ادا کرے گا۔ اللہ کے راستہ میں خرچ کہاں سے کرے گا، یہ اس وقت ہوگا جبکہ آدمی کے پاس مال ہو، روپیہ ہو تو دنیا کمانے کی اجازت ہے اور اس کا حکم ہے، جو مال اسلئے کمائے کہ اس سے بال بچوں کی کفالت کرے، ضروریات پورا کرے، سوال سے بچے، امور خیر میں خرچ کرے اس نیت سے کمانا یہ باعث اجر و ثواب ہے جہاں یہ ہے وہاں یہ بھی ہے۔

التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین و الشھداء[1] — سچ بولنے والے امانتدار تاجر کا حشر انبیاء اور صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

اور دوسری حدیث میں آتا ہے۔

التجار یحشرون یوم القیامۃ فجارا الامن اتقی وبر وصدق[2] — تاجر لوگ قیامت کے دن فاجر (نافرمان) اٹھائے جائینگے مگر وہ تاجر جس نے تقویٰ اختیار کیا، نیکی کیا اور سچ بولا۔

---

[1] ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ /۲۴۳ [2] ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ /۲۴۴

دنیا ہاتھ میں اور دین دل میں رہے

دنیا کمانے کی ممانعت نہیں ہے اس کی محبت منع ہے، اس سے دل لگانا اور دل میں اسے جگہ دینا منع ہے، اسکے حقوق نہ ادا کرنا یہ برا ہے، جس طرح پانی کے بغیر کشتی چل نہیں سکتی کشتی کے چلنے کے لئے پانی کا ہونا ضروری ہے، اسی طرح ضروریات کے لئے بقدر ضرورت دنیا ہونا چاہئے، پانی کشتی کے باہر باہر رہے تب تو کشتی چلے گی اگر پانی کشتی میں آنے لگ جائے تو وہی ڈبو دے گی، اسی طرح دنیا ہاتھ میں رہے اور دین دل میں رہے ترقی کرتا چلا جائے گا، ہمارے ایک ساتھی مولوی محمود صاحب رنگونی تھے، ہم سے ایک کتاب میں آگے تھے، حضرت والا حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ کے یہاں آیا کرتے تھے، ان کے والد داؤد ہاشم صاحب آج سے ساٹھ سال پہلے جب سستا زمانہ تھا وہ اس زمانہ میں چالیس ہزار زکوٰۃ نکالا کرتے تھے، برما میں دو مرتبہ انقلاب آیا، اس موقع پر دکانیں بند کر کے چلے آتے تھے، چونکہ مال کی زکوٰۃ اور اسکا حق ادا کرتے تھے اس کی برکت یہ ہوئی کہ ان کی دکان کے تالے بھی نہیں ٹوٹے، مکان کی ایک کرسی بھی نہیں گئی، ماشاء اللہ ان کے لڑکے وہاں مفتی بھی ہیں اور کاروبار بھی کر رہے ہیں تو دنیا کماؤ مگر دل میں اس کی محبت نہ ہو، دل میں جگہ نہ ہو، اگر ناجائز کاموں میں گناہوں میں خرچ کرتا ہے تو وہ محب الدنیا ہو جائے گا، اور اگر جائز کاموں میں خرچ کرتا ہے تو وہی محب اللہ ہو جائے گا، اسی کو راجہ صاحب نے فرمایا ہے ؎

کسب دنیا تو کر ہوس کم رکھ — اس پر تو دین کو مقدم رکھ
دینے لگتا ہے دھواں یہ چراغ — اس کی لو کو تو ذرا مدھم رکھ

ولایت کے ساتھ امارت جمع ہوسکتی ہے

چراغ کی لوکو اتنا نہ بڑھاؤ کہ چھپر پھونک دے، دنیا کماؤ قاعدہ سے کماؤ قاعدہ سے خرچ کرو، شریعت نے اس کے طریقے بتلائے ہیں احکامات بتلائے ہیں انکی پابندی کرتے ہوئے کماؤ۔ اس طرح کمانے سے ایک انسان اللہ کا خاص بندہ بھی بن سکتا ہے اور ساتھ میں دولتمند بھی ہوسکتا ہے، جب نبوت اور بادشاہت جمع ہو سکتی ہے تو ولایت وامارت کیوں نہیں جمع ہوسکتی ہے، اس طرح کے لوگ ہوئے ہیں اور ہیں، علمائے سلف میں لکھا ہے کہ خراسان میں ایک عالم تھے، دینی اعتبار سے ان کا مقام یہ تھا کہ وہ سب سے بڑے عالم تھے، انھیں کا فتویٰ مانا جاتا تھا، دینی لحاظ سے تو یہ مقام تھا۔ دوسری طرف مالدار اتنے کہ ملک التجار تھے، ان کے حالات میں لکھا ہے کہ انھوں نے اپنے کو تین دفعہ سونے سے تول کر سارا سونا خیرات کیا، اندازہ لگائیے کہ کتنے دولتمند تھے، ان کے پاس دونوں چیزیں تھیں

مالدار و غریب دونوں کو قربِ الٰہی مل سکتا ہے

ایسا نہیں ہے کہ جو مالدار ہو وہ دیندار نہیں بن سکتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ بننے کے لئے نہ دولتمند ہونا شرط ہے، نہ ہی غریب ہونا، انسان دونوں حال میں ولی اللہ بن سکتا ہے، آج کیا ہورہا ہے بعض غریب کہتے ہیں کہ جو مالدار ہیں وہ اللہ کی بندگی کریں ہمیں یہ پریشانی ہے، یہ تنگی ہے، بعض مالدار کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی محنت سے روپیہ پیسہ کمایا ہے ہمیں نماز روزے کی

کیا ضرورت نعوذ باللہ، یہ کیا چیزیں ہیں، پہلے زمانہ میں ایک دوسرے سے
دین میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے، اور آج دین کے بجائے دنیا میں ایک
دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں ، اور عمل کے سلسلہ میں یہ
معاملہ کر رکھا ہے کہ کوئی کہتا ہے کہ دین پر وہ چلیں ہمیں کیا ضرورت ہے، یہ پریشانی
ہے، کوئی کہتا ہے کہ ہم نے اپنی محنت وکوشش سے یہ سب حاصل کیا ہمیں
عمل کی کیا ضرورت، حالانکہ انسان فقیرانہ زندگی گذار کر جنتی ہو سکتا ہے، اسی
طرح شاہانہ زندگی گذار کر بھی جنتی ہو سکتا ہے، ہر حال میں دین پر عمل کر کے اللہ
کا قرب خاص حاصل کر سکتا ہے، چنانچہ عشرہ مبشرہ میں دیکھئے کہ دونوں قسم کے
حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جن دس
حضرات کو جنتی ہونے کی بشارت دی ان میں ایک طرف اگر حضرت عبدالرحمٰن بن
عوف اور حضرت عثمان غنی جیسے رؤسا ہیں تو دوسری طرف حضرت ابو عبیدہ ابن
الجراح بھی ہیں کہ جن کو جنت کی بشارت دی گئی جو کہ بہت سادگی کی زندگی گزارنے
والے جن کو ہماری اصطلاح میں فقیرانہ زندگی گزارنے والے کہتے ہیں، جو شاہانہ
زندگی گزار رہا ہے وہ بھی جنتی اور عشرہ مبشرہ میں سے اور جو فقیرانہ زندگی گزارے
وہ بھی جنتی۔

امین امت کی سادگی قابل نصیحت

ان کی سادگی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ،
نے جب ملک شام کا دورہ کیا یہ اس وقت وہاں کے امیر یعنی گورنر تھے ان سے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے کہا کہ تم ہمیں اپنے مکان میں لے چلو، اپنی جائے قیام جہاں تم رہتے ہو وہاں لے چلو، انھوں نے کہا امیر المومنین وہاں جا کر کیا کریں گے ۔ سوائے افسوس و رونے کے کیا حاصل، بہر حال وہ امیر تھے نگراں تھے، نگرانی کرنا ان کی ذمہ داری تھی۔ ماتحت حضرات کی دیکھ بھال کرنا بھی ضروری ہے، کام کرنے والے کتنے ہی متقی ہوں ان کی بھی نگرانی کرنا چاہئے کیونکہ نگرانی کا مقصد صرف یہی نہیں ہوتا کہ کوئی غلطی ہو تو اس پر مواخذہ اور اصلاح کی جائے، بلکہ یہ مقصد بھی ہوتا ہے کہ کام اچھا ہو تو مسرت ہو، خوشی کا اظہار کیا جائے، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جو شام کے گورنر ہیں ان کا قیام جس جگہ تھا وہ کوئی کوٹھی یا بنگلہ نہیں تھا بلکہ ہماری اصطلاح میں اس کو کوٹھری کہہ سکتے ہیں آپ وہاں تشریف لے گئے دیکھا کہ اس میں ایک نمدہ بچھا ہوا ہے، ایک مشکیزہ لٹکا ہوا ہے، یہ کل سامان شام کے گورنر کا تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بیٹھ گئے فرمایا کہ ہمیں کچھ کھلاؤ، انھوں نے مٹی کی ہانڈی سے روٹی کے سوکھے ٹکڑے نکالے اور لکڑی کے پیالہ میں رکھے، مشک کا پانی ڈال دیا شاید نمک وغیرہ بھی ہو، جب روٹی بھیگ گئی تو فرمایا امیر المومنین اس وقت یہ حاضر ہے، اس صورت حال کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، رو پڑے حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ، نے فرمایا میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ آپ وہاں جا کر روئیں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نے فرمایا

غیرتنا الدنیا کلنا غیرک یا ابا عبیدہ [1] — اے ابو عبیدہ دنیا نے ہم سب کو بدل دیا (جائز طور پر) بجز تمھارے کہ تم پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

---

[1] اشاعت اسلام حصہ اول صفحہ ۱۵۷

ان فتوحات کی وجہ سے ہم میں تو جائز طور پر کچھ نہ کچھ تغیر ہو گیا، مگر تم اسی سادگی پر ہو جیسا کہ حضور کے زمانہ میں تھے، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو خصوصی لقب امین ھٰذہ الامۃ کا دیا تھا کہ جو حالت ہے اسی پر امین ہیں کہ کوئی ردو بدل نہیں، تنگی و ترشی میں بھی وہی حالت، فراخی میں بھی وہی حالت، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور حاکم بھی ہیں مگر حالت یہ ہے

حاکم کیلئے ہدیہ کا شرعی حکم

یہاں ایک اور بات کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے افسر اور حاکم تھے، افسر کیلئے ہدیہ و تحفہ قبول کرنا جائز نہیں، حضرات فقہانے بھی لکھا ہے۔

ولا یقبل ھدیۃ [1] اور ہدیہ نہ قبول کرے۔

ہاں اگر حاکم بننے سے پہلے آپس میں لین دین ہوتا تھا، ہدیہ کا معاملہ ہوتا تھا تو حاکم بننے کے بعد بھی اس کی اجازت ہے

اومن جرت عادتہ بذالک [2] یا اس شخص کا ہدیہ جسکی ہدیہ کی عادت پہلے سے جاری ہو

مان لو ایک شخص پہلے سے دوستوں میں تھا، اس کو ہدیہ میں بیس آم دیتا تھا، اب وہ افسر ہو کر ہمارے شہر میں آیا ہے تو بیس آم قبول کرنا جائز ہوگا، چالیس و پچاس آم یہ درست نہیں

وان لا یزید علی العادۃ [3] جتنی عادت تھی اس پر اضافہ نہ کرے

---

[1] ہدایہ ۳/۱۱۹ [2] تنویر الابصار ۴/۳۴۶ [3] بحر الرائق ۶/۲۸۰

یہ میں نے اسلیئے بتایا کہ وہ تو افسر تھے پھر کیسے فرمائش کی، تو بات یہ ہے کہ پہلے سے بے تکلفی تھی، وہ بھی صحابی یہ بھی صحابی، دونوں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، آپس میں پہلے سے بے تکلفی تھی، اس لئے اس طرح کا معاملہ کیا جو کہ شرعًا درست ہے

مہتمم و مدرس کیلئے ہدیہ کا حکم

حاکم و افسر ہی کے حکم میں مدرسہ کا مہتمم اور ناظم بھی ہے (اگر کسی کی تحقیق اسکے خلاف ہو تو بتلادے) اسکو بھی طلباء و ماتحت حضرات سے ہدیہ و تحفہ لینا جائز نہیں، بچہ کو داخلہ کیلئے لے آئے اور ساتھ میں سرپرست صاحب تحفہ بھی لئے آرہے ہیں، یہ تحفہ ہے صورتًا اور حقیقتًا رشوت ہے، لینا درست نہیں، مدرسین کو تو دے سکتے ہیں مگر اسکے آداب ہیں اس کی رعایت ضروری ہے، بعض اوقات اس کی رعایت جب نہیں ہوتی تو اس سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں، مثال کے طور پر ہدیہ کے آداب میں سے اخفا، مدرسہ میں لڑکے ہر طرح کے ہوتے ہیں بعض طلبہ ذہین و محنتی ہوتے ہیں ان کی شکایت کبھی کبھار آتی ہے ظاہر ہے کہ اس طرح کے بچوں کی شکایت پر معاملہ دوسرا ہوتا ہے، بعض بچے شریر ہوتے ہیں، انکی شکایت بار بار آتی ہے، اب ان کے ساتھ معاملہ دوسرا ہوتا ہے، جو بچہ ذہین و محنتی ہے اسکے سرپرست نے ہدیہ لوگوں کے سامنے دیا اور اتفاق سے انہی کے بچہ کی شکایت آئی اس کو درگذر کردیا، اور اسی طرح کی شکایت شریر بچے کی آئی اس پر کچھا اسکو تنبیہ و تادیب کی گئی تو عوام اور طلبا کیا کہیں گے کہ ان کے والد تحفہ دیتے ہیں اسلیئے ان کو معاف کردیا، اور ان کے سرپرست ہدیہ نہیں دیتے اسلیئے ان کی تنبیہ و تادیب کردی، اسلیئے ہدیہ دینے میں

اس کی رعایت ضروری ہے کہ اخفا ہو،

سورۂ واقعہ کی تلاوت کی برکت

بات یہ چل رہی تھی کہ دنیا کمائے قاعدہ کے مطابق اور قاعدہ کے موافق خرچ کرے، میں تو اپنے احباب اور کاروبار کرنے والے حضرات سے کہا کرتا ہوں کہ ابتک تو ہمیں کہیں یہ نہیں ملا کہ فلاں پیشہ کرو گے یا فلاں کاروبار کرو گے تو ضرور کامیابی ہوگی، یہ تو اسباب ہیں اس کو انسان اختیار کرتا ہے، بعض لوگ کاروبار کرتے ہیں اس میں کامیابی ہوتی ہے اور ناکامی بھی ہوتی ہے، جس کام پر کامیابی ملنے کا وعدہ نہیں اسکے لئے تو محنت وکوشش کی جاتی ہے، لیکن جس کے لئے فرمایا گیا حدیث میں کہ اُس کے کرنے سے فاقہ نہیں ہوگا اس کو کیوں نہیں کرتے، اس کا بھی اہتمام اور پابندی کرنا چاہئے، اور وہ سورہ واقعہ مغرب کے بعد پڑھنا، کیا مشکل ہے تھوڑے سے اہتمام وفکر کی ضرورت ہے، حدیث میں ہے

من قرأ سورة الواقعة فی کل لیلة لم تصبه فاقة ابداً[۱] — جو شخص ہر شب کو سورۃ الواقعہ پڑھے اس کو کبھی فاقہ نہ ہوگا۔

تھوڑا تھوڑا کر کے یاد کرلے، پابندی سے پڑھے، پھر اسکے فائدہ کا بھی مشاہدہ ہوگا، تو مومن کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ پابندی سے ادا کرتے ہیں

---

[۱] مشکوٰۃ ۱۸۹/

خوشدلی سے اطاعت کا ثمرہ

ان کی تیسری خاص صفت ہے

وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔ اور اللہ اور اسکے رسول کا کہنا مانتے ہیں۔

انھیں معلوم ہو جائے کہ یہ سنت ہے، یہ اللہ ورسول کا حکم ہے تو اس پر خوش دلی سے عمل کرتے ہیں، اطاعت کے معنیٰ ہیں دل سے خوشی خوشی کہنا ماننا، ایک شخص ملازم ہے وہ چاہتا ہے کہ ہمارا تبادلہ مظفر نگر ہو جائے، اور تبادلہ بھی وہیں ہو جائے تو کتنی ہنسی خوشی جائے گا، اور اگر تبادلہ میرٹھ ہو جائے تو جائے گا تو مگر وہ بات تو نہ ہوگی، حسب منشا تبادلہ جس طرح ہونے پر ہنسی خوشی جاتا ہے اسی طرح خوش دلی سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنا یہ مومن کی شان ہے، ہر حال میں شریعت پر عمل کرے ہر موقع پر دین کو مقدم کرے، خوشحالی ہو یا تنگ دستی ہو جو حکم ہو اسکے موافق معاملہ کرے، تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت ہوتی ہے اور آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں، کیسے کیسے انعامات ملتے ہیں اس کے عجیب عجیب واقعات ہیں اس وقت بغداد کا واقعہ یاد آیا کہ ایک صاحب مزدور پیشہ تھے، مزدوری کرتے تھے اس طرح کے لوگوں کے یہاں عموماً کچھ تنگی رہتی ہے، چنانچہ ان کے یہاں ایک دن فاقہ ہو گیا۔ دوسرے دن بیوی نے کہا آپ گھر میں پڑے رہیں گے تو پریشانی اور ہوگی جا کر مزدوری کیجئے، اور دیکھئے ہم نے بزرگوں سے ایک دعا سنی ہے کہ جب گھر سے یا کسی جگہ سے نکلے تو اسے پڑھ لے، وہ دعا یہ ہے ۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اللہ کے نام کے ساتھ اللہ پر بھروسہ کیا میں نے

وہ صاحب اس دعا کو پڑھ کر گھر سے نکلے، اب یہ گھر سے مزدوری کے ارادے سے
چل دیئے، جب اپنے گھر کی گلی سے بڑی سڑک پر جو کہ تقریباً بیس قدم کے فاصلہ پر آ کر
وہاں دیکھا کہ ایک طرف کو ایک تھیلی پڑی ہوئی ہے۔ آثار سے اس کو پہچان لیا اور
تھیلی کو کھول کر دیکھا اس میں درہم تھے، درہم بھی ہزار تھے، اس کو بند کیا اور اپنے
گھر آ گئے، بیوی سے کہا دیکھو تنگی تھی، مزدوری پر جا رہے تھے، انتظام ہو گیا یہ تھیلی
مل گئی، ظاہر بات ہے کہ جب شوہر کو فاقہ ہو گا تو بیوی کو بھی فاقہ ہو گا، ایسے موقع میں
ضرورت بھی ہے مگر معاملہ کیا ہوا، یہ صلاحیت کی بات تھی، آجکل ہوتا تو کیا ہوتا
سوچنے کی بات ہے، بیوی نے شوہر سے کہا کہ آپ کو مسئلہ معلوم نہیں کہ کوئی چیز
مل جائے تو اسکا اعلان کرنا چاہیئے کہ کسی کی کوئی چیز گر گئی ہو تو وہ اس کی نشانی
وغیرہ بتا کر لے لے، یہ تو ہمارے لئے جائز نہیں ہے، بازار جایئے اور اعلان کریں
وہ چلے گئے، اور سڑک کے کنارے جا کر انھوں نے اعلان کیا کہ بھائی تھیلی
ہے جس کی ہو وہ لے لے، یہ اعلان کرنا تھا کہ ایک معمر سفید پوش شخص آئے
اور کہنے لگے کہ یہ تھیلی میری ہے، اس کی پہچان یہ ہے، وہ تھیلی انھیں دے کر
پھر کھڑے نہیں ہوئے، دے کر چل دیئے، جب دس قدم کے قریب چل چکے تو اس
سفید پوش صاحب کے ساتھ ایک خادم تھے ان کے ذریعہ ان کو بلا کر ایک الگ
جگہ پر بیٹھ گئے پھر کہنے لگے کہ یہ تھیلی آپ کے لئے تحفہ ہے، پھر ایک اور تھیلی نکالی
اور کہا کہ یہ بھی آپ کے لئے تحفہ ہے، اسی طرح دس تھیلیاں پیش کیں ایک تھیلی
اور نو تھیلیاں اور نکال کر پیش کیں، اب یہ بیچارے سوچ رہے تھے کہ خواب
دیکھ رہے ہیں، یہ کیا ہو رہا ہے، تب انھوں نے کہا کہ تعجب نہ کرو، بات یہ ہے

آپ کے یہاں، جو فلاں تاجر ہیں انھوں نے کہا کہ آج بغداد کے مسلمانوں کے دین کا امتحان لیں گے، ان میں دینداری اور امانتداری کتنی ہے، اس امتحان کے لئے یہ رقم مجھے دی اور کہا کہ جاؤ، یہ تھیلی کہیں ایک کنارے پر ڈال دو، جو شخص اس تھیلی کو اٹھائے اور اعلان کردے اسکو یہ سب تھیلیاں میری طرف سے تحفہ میں پیش کردی جائیں، اور اگر اٹھانے والا لے کر چل دے تو انتظار کرنا آدھ گھنٹہ، ایک گھنٹہ تک اگر وہ آکر کے پھر اعلان کردے تو بھی دے دینا۔ اور اگر واپس نہ آئے تو اس کے لئے وہ مباح کر کے چلے آنا، تم نے جب تھیلی اٹھائی تو ہم کنارے پر کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے ورہم لوگ چاہ رہے تھے کہ تم اعلان کردو، لیکن تم لے کر چل دیئے تو تمھارے لئے عاکررہے تھے کہ تم کو اللہ توفیق دے کہ لاکر اعلان کردو تاکہ اتنا انعام ملجائے ۔ چھا ہوا کہ تم واپس آگئے اور اعلان کردیا، اب یہ تھیلیاں لے کر گھر آئے، بیوی کے امنے لیجا کر تھیلیاں رکھ دیں، اور کہا کہ تم نے مسئلہ بتایا اور ہم نے اس پر عمل کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے اتنا دے دیا۔ ایک مسئلہ پر عمل کیا اس کی یہ برکت ہوئی، ن پاک میں فرمایا گیا ۔

ن یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا رْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے مضرتوں سے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اسکا گمان بھی نہیں ہوتا ۔

جو کامل تقویٰ اختیار کرتا ہے، دین پر عمل کرتا ہے، اطاعت کرتا ہے ہم اسکو

پ ۲۸ ع ۱۴ سورۃ الطلاق

ایسے طریقہ سے رزق دیتے ہیں کہ اس کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا، تقویٰ کے معنیٰ ہیں گناہوں سے بچنا، تو مومن کی خاص صفت یہ ہے کہ وہ خوش دلی سے اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں، دین پر چلتے ہیں۔

اصلاحِ منکرات امّت کا فریضہ ہے

ان کی پہلی خصوصیت ہے، ارشاد ربانی ہے۔

يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ [1]

نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔

اچھائیوں کو پھیلانا اور برائیوں سے روکنا یہ امت مسلمہ کا دینی فریضہ ہے آجکل ماموارت پر محنت ہو رہی ہے، اس کے لئے ہمارے بزرگوں کی طرف سے جماعت کی صورت میں ایک نظام بھی قائم ہے، سارے عالم میں کام ہو رہا ہے، ماشاء اللہ اس کے فوائد ظاہر ہو رہے ہیں، مدارس و مکاتب کھل رہے ہیں، مساجد تعمیر ہو رہی ہیں، لیکن برائیوں کو مٹانے کے لئے جیسی محنت چاہئے ویسی نہیں ہو رہی ہے یہ کام بھی فرض کفایہ ہے، جس طرح مساجد اور مدارس کے انتظام کیلئے کمیٹیاں ہوتی ہیں اسی طرح منکرات کی اصلاح اور برائیوں کے مٹانے کے لئے بھی جماعت ہونی چاہئے، اس کے لئے جماعتی محنت کرنا امت مسلمہ کیلئے ضروری ہے

---

[1] پ۴ ۱۵۷

اصلاح کا نصیحت آموز واقعہ

آج مردوں میں بھی اس کی کمی ہوگئی ہے اور عورتوں میں بھی اس کی کمی ہو گئی ہے، اس ذمہ داری سے غفلت کا جو نتیجہ ہے وہ سب کے سامنے ہے، پہلے ہماری مستورات میں بھی اس کام کا کتنا جذبہ تھا، اور کیسی حسن تدبیر سے اصلاح کا کام کرتی تھیں، اسی علاقہ کا ایک پرانا واقعہ ہے کہ ایک دیندار گھرانے کی تربیت یافتہ بچی کا ایک جگہ رشتہ طے ہوگیا، تب پتہ چلا کہ جن سے رشتہ طے ہوا ہے وہ حاکم وافسر ہیں، تحصیلدار ہیں، دیندار ہیں مگر رشوت بھی لیتے ہیں، حاکم ہونا تو کوئی ایسی بات نہیں، وہ جو رشوت لیتے ہیں یہ چیز قابل فکر تھی، گھر والوں کو جو معلوم ہوا تو وہ پریشان ہوئے، متفکر ہوئے کہ اب کیا کریں، بات ہو چکی ہے، بچی کو بھی یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے کہا کہ آپ لوگ رشتہ کیجئے، اللہ کے بھروسہ پر رشتہ کیجئے، مجھ سے جہانتک ہوسکے گا اصلاح کی کوشش کرونگی اور حرام مال سے بچنے کی بھی کوشش کروں گی، مختصر یہ کہ مقررہ تاریخ پر نکاح ہوگیا، رخصتی بھی ہوگئی، جب اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو کر گئی، تو ساس اور نند اسکو سواری سے اتارنے کے لئے آئیں، چونکہ حکم ہے کہ آنے والے کے ذمہ سلام کرنا ہے اسلئے سب سے پہلے اس نے سلام کیا، ان لوگوں کو یہ بات عجیب معلوم ہوئی کہ بولتی ہوئی بہو، جب وہ اندر پہونچی تو اپنی نند سے کہا کہ بہن طہارت خانہ کدھر ہے؟ طہارت خانہ بتلا دیا گیا وہاں سے فارغ ہو کر آئی، عصر کے قریب پہونچی تھی، نماز کے لئے وضو کیا نماز پڑھی تو اس کی وجہ سے سب کو نماز پڑھنا پڑی، جب چائے کا وقت آیا تو کہا کہ

چائے نہیں پئیں گے، بعضوں کو اس کی عادت نہیں ہوتی اسلئے انکار کرنے کی وجہ سے
کسی نے کوئی توجہ بھی نہیں کی، جب مغرب کے بعد کھانے کا نمبر آیا تو ساس نے کہا کہ
بیٹی کھانا کھالو، اس نے کہا کہ نہیں کھائیں گے، جب اصرار کیا تو کہا کہ میرے شوہر
کھلانا چاہیں گے تو کھاؤں گی ورنہ نہیں، اس بات کو سن کر گھر والے کہنے لگے کہ عجیب
بہو ہے، ایسی بہو کہیں دیکھی نہیں، بہر حال شوہر صاحب کو بلایا گیا، وہ آئے اور انھوں
نے کھانے کے لئے کہا، تو اس پر بچی نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ رشوت لیتے
ہیں، اگر آپ رشوت سے توبہ کرتے ہیں تو آپ کے گھر کھانا کھاؤں گی، ورنہ میں اپنے
گھر سے روٹی کے ٹکڑے لائی ہوں اسی پر گذارہ کرلوں گی، اس وقت وہ تحصیلدار
تھے بعد میں کلکٹر ہوگئے تھے، اس بات کو سن کر اب وہ کیا کرتے چنانچہ اسی وقت
انھوں نے اس سے توبہ کی، اس طریقہ سے ہماری بیٹیوں نے اصلاح کی۔

بے اُصُولی کے مُضر اثرات

اچھی باتوں کو کہنا، بری باتوں سے روکنا۔ اسکے آداب و طریقے ہیں اسکو
معلوم کرو سیکھو، بعض لوگ کہتے ہیں کہ منکرات کی اصلاح کا کام کریں گے تو انتشار
ہوگا، فتنہ ہوگا، اس طرح کا خیال صحیح نہیں ہے، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فتنہ کو پسند
نہیں کرتا، اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتنہ و فساد کے ختم کرنے کے لئے بھیجا گیا
تو پھر کیسے کسی ایسے کام کے کرنے کا حکم دیا جاسکتا ہے کہ جس سے فتنہ پیدا ہو، فتنہ
جب بھی اس کام سے ہوگا تو اس کا سبب یہ کام نہیں ہوگا بلکہ **بے اصولی اور حدود**
کی رعایت نہ کرنے کی بنا پر ہوگا، کام اگر قاعدہ سے کیا جائے **تو پھر انشاء اللہ مفید**

نتائج ظاہر ہوں گے، اور یوں تو مامورات کے کام میں بھی تھوڑا بہت انتشار ہوتا ہے، آپریشن کرنے کے لئے سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، ہر شخص آپریشن نہیں کرسکتا آپریشن کب کرے، نشتر کتنا لگائے؟ یہ سب چیزیں سیکھنے کی ہوتی ہیں اسی طرح یہ بھی دینی اعتبار سے ایک طرح کا آپریشن ہے، اس کے بھی حدود و آداب ہیں۔ انکی رعایت کر کے کام کیا جائے،

نرم گو لیکن مگو غیر صواب

اس سلسلہ میں عنوان کا بڑا خیال رکھنا چاہئے، عنوان ایسا ہو کہ جس سے توحش نہ ہو، نرم عنوان اور اچھے عنوان سے بات کرنی چاہئے، عنوان کا بڑا اثر پڑتا ہے، اچھی بات بھی اگر بھونڈے طریقہ سے کہی جائے تو اسکے غلط اثرات پڑتے ہیں مثال کے طور پر کسی کی دعوت کرنا اور کھانا کھلانا اچھی بات ہے، عمدہ چیز ہے لیکن اس کے لئے انداز بھونڈا اختیار کیا تو بجائے دعوت قبول کرنے کے طبیعت مکدر ہو جائے گی، گھر میں کوئی بزرگ تشریف لائے، دوپہر کا وقت ہے لوگ ملنے کے لئے آئے اور بیٹھ گئے، اب کھانے کا وقت آگیا تو حاضرین کو کھانے میں بزرگ کے ساتھ شرکت کی دعوت دینے کیلئے یوں کہے کہ اچھا بھائی آپ لوگ جمے بیٹھے ہیں اٹھنے کا نام نہیں لیتے تو آپ لوگ بھی ہاتھ دھولیں، بتائیے اس عنوان سے کتنے لوگ کھانے میں شریک ہوں گے، کوئی بھی شریک نہیں ہوگا، بلکہ اگر بھوک بھی لگی ہوگی پھر بھی شریک نہیں ہوگا، بات کیا ہے بے سلیقہ انداز اختیار کیا، اور اور اگر اسی بات کو اس طرح کہے کہ آپ لوگوں کی دعوت کرنا چاہتا تھا، یہ موقع اچھا

ہے آپ لوگوں سے بھی ما حضر تناول فرمانے کی گذارش ہے، اس عنوان سے کیا ہوگا کہ جن کو خواہش نہ بھی ہوگی وہ بھی کھانے میں شریک ہو جائیں گے، دیکھا عنوان کا اثر کیا ہوتا ہے، ایک شخص کے بھائی کا نام عبدالرحمٰن ہے، اب وہ اپنی والدہ سے یوں کہے عبدالرحمٰن کی ماں پانی دیدو، یا یوں کہیں کہ ابا کی بیوی پانی دے دو، یا دادا کی بہو پانی دیدو، تو بتلائیے یہ عنوان کتنا تکلیف دہ ہے، اور ایک یہ کہ اماں جی پانی دے دیجیئے، اس عنوان کا اثر کیا پڑے گا، تو عنوان کا بڑا اثر پڑتا ہے، نرم عنوان سے بات کرنا چاہیئے، اسی کو مولانا روم نے فرمایا ؎

نرم گو لیکن مگو غیر صواب

مامون رشید کا واقعہ یاد آیا، خلیفہ وقت تھا، بہت حلیم تھا، علم کا ذوق تھا، فن قرأت میں اتنا ماہر تھا کہ استاذ محترم حضرت مفتی محمود حسن صاحب دامت برکاتہم نے سنایا کہ امام کسائیؒ جو کہ مشہور قاری ہیں وہ کہتے ہیں کہ عشاء کی نماز میں جب خلیفہ مامون رشید میرے پیچھے ہوتے ہیں تو میں الم نشرح نہیں پڑھتا کیونکہ اس میں اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ہے ض اور ظ کی آواز کہیں اس کی ادائیگی میں چوک جاؤں تو مامون رشید پکڑ لینگے ایک مرتبہ اس کو ایک عالم نے کسی بات پر نصیحت کرنا شروع کی، اس میں لہجہ تیز ہو گیا، سخت و سست کہا، وہ برداشت کرتا رہا، یہ اس کا کمال تھا، جب وہ کہہ چکے تو مامون رشید نے کہا آپ کی سب نصیحتیں میں درست مانتا ہوں لیکن میری ایک گذارش ہے کہ آپکا لہجہ سخت ہو گیا، مجھ سے بدرجہا بدتر یعنی فرعون کے پاس جب آپ سے بدرجہا بہتر حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کو تبلیغ کے لئے بھیجا گیا تو حکم ہوا۔

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰى پ۱۶ ع۱۱ پھراس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ (برغبت) نصیحت قبول کرے، یا (عذاب الٰہی سے) ڈرجائے

اسلئے آداب تبلیغ میں سے ہے کہ لہجہ نرم ہو، عنوان اچھا ہو، خیر خواہی کا جذبہ ہو، اصول کے موافق کام کیا جائے۔ حدود کی رعایت رکھی جائے

اصلاح کی تدبیر معلوم کرے

کس موقع پر کیا معاملہ کیا جائے، اصلاح کی تدبیر کیا اختیار کی جائے اسکو بھی معلوم کرے، پوچھے پھر اسکے موافق کوشش کرے تو جلد نفع ہوگا، اور اصلاح ہوگی، ہمارے ایک دوست ہیں، ان کی بہن کا مجھ سے اصلاحی تعلق ہے خط وکتابت کا سلسلہ رکھتی ہیں، ان کا رشتہ حیدرآباد دکن میں ہوگیا ہے پھر اسکے بعد ان کو امریکہ جانا پڑا، ان کے خسر صاحب تو جمعہ کی نماز پڑھ لیتے تھے اور شوہر اس میں بھی کوتاہی کرتے تھے، نماز کی بھی پابندی نہیں کرتے تھے۔ اس نے مجھے خط لکھا کہ ایسے ماحول میں آنا ہوا میں کیا کروں؟ میں نے ان کو لکھا کہ تم جو بزرگوں کی کتابیں پڑھتی ہو اس کو وہاں رکھ دو ان کو پڑھنے کے لئے نہ کہو، بس کتابیں ان کے پاس رکھدو اور اطاعت وخدمت میں کمی نہ کرنا، ان کا عمل ان کے ساتھ ہے، کچھ دنوں کے بعد ان کا خط آیا کہ میں نے کتابیں ان کے پاس رکھدیں، ادھر یہ ہوا کہ خسر صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی، اس کی وجہ سے گھر میں آرام کیلئے رہنا پڑا، اب کیا کریں کچھ کام تو ہے نہیں، تو انھوں نے کہا کہ تم کچھ کتاب سناؤ، چنانچہ میں نے انھیں کتابوں کو تھوڑا تھوڑا سنانا شروع کیا، اس کو سن سن کر تھوڑے دنوں میں خسر صاحب نمازی ہوگئے

مسلسل کوشش کرتی رہیں کہ پھر خط آیا کہ شوہر نے اب نماز جمعہ پڑھنا شروع کردیا ہے محنت کرتی رہی تو پابند نماز ہو گئے، اسی طرح چھ سال مسلسل محنت کے بعد یہ اثرات ہوئے کہ شرعی داڑھی بھی رکھ لی اور حج میں ساتھ لے کر آئی تھی، ادھر تو یہ کوشش اسی کے ساتھ بچہ کی تربیت بھی ایسی کی جب اس کی عمر چھ سال کی ہوئی تو وہ مشن اسکول میں پڑھنے گیا، وہاں ناشتہ وغیرہ کا بھی انتظام ہوتا ہے، جب وہاں کی ذمہ دار عورتوں نے اس بچہ کو کھانے کی چیزیں دیں تو اس نے کھانے سے انکار کردیا، ان عورتوں نے فون کیا کہ تمہارا بچہ کچھ کھاتا نہیں کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں نے منع کردیا ہے کہ وہاں کھانا پینا ٹھیک نہیں، دیکھئے خلاف ماحول میں ایک بچہ ہے وہ کھاتا پیتا نہیں، کیا چیز ہے؟ تربیت کا اثر ہے، میرے دوستو عزیزو مسلسل کوشش کرے، لگا رہے، ہمت نہ ہارے، جب انسان لگا رہتا ہے تو پھر اسکا فائدہ ہوتا ہے۔

حکیم الامت کا بیمار امت کیلئے نسخہ

بات یہ عرض کر رہا تھا جماعتی حیثیت سے منکرات کی اصلاح کا کام بھی ہونا چاہئے، اس کی کمی محسوس ہو رہی ہے، دین کے کام خوب ہو رہے ہیں، مختلف طریقوں سے دین کی محنت ہو رہی ہے مخلصین بھی لگے ہوئے ہیں مگر امت کی حالت میں تبدیلی نہیں ہو رہی ہے سارے عالم میں مصائب کا سلسلہ جاری ہے اس سے ظاہر ہوا کہ امت صلاح وفلاح کیلئے اصلاحی نسخہ میں کسی دوا کی اور ضرورت ہے، وہ یہ کہ جماعتی حیثیت سے اصلاح منکرات کا جو کام نہیں ہو رہا ہے اس کو کرنا چاہئے

چنانچہ حدیث پاک میں قسم کھاکر فرمایا

لتامرن بالمعروف ولتنھون عن	تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو
المنکر اولیوشکن اللہ ان یبعث	ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب مسلط کردیں گے
علیکم عذابا منہ فتدعونہ	پھر تم دعا بھی مانگو گے تو قبول نہ ہوگی۔
فلا یستجیب لکم [1]	

تفصیل اس کی حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کی کتاب فضائل تبلیغ میں حدیث نمبر ایک تا سات دیکھئے، بالخصوص حدیث نمبر پانچ کو پڑھئے ——— مجلس دعوۃ الحق کا قیام اسی لئے ہوا تھا۔ جس وقت اس مجلس کو قائم کیا گیا۔ اس وقت کیسے حالات تھے، ان کا تقاضا کیا تھا اس سلسلہ میں خود حضرت والا حکیم الامت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں فساد عمل سے مسلمانوں کا ہر قسم کا ظاہری و باطنی تنزل اور انواع مصائب میں ابتلاء اس قدر رونما ہوگیا ہے کہ جلدی اس کا تدارک نہ کیا گیا تو قوی اندیشہ ہے کہ خدا نہ کرے مسلمانوں کی قوم من حیث الاسلام فنا ہوجاویگی اس لئے سخت ضرورت ہے کہ بہت جلد اس کا خاص انتظام کیا جائے، الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ایسے نازک وقت میں دستگیری فرمائی کہ اپنے بعض بے سروسامان بندوں کو اس احساس اور احساس کے ساتھ اس کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ اس کے بھروسہ پر اس خدمت کی انجام دہی کے لئے کھڑے ہو گئے انھوں نے اس کی تکمیل کے لئے ایک مجلس دعوۃ الحق کے نام سے بنائی، ظاہر ہے کہ اس وقت سے تو اب تنزل اور زیادہ ہوگیا، بگاڑ اور زیادہ ہوگیا،

---

[1] ترمذی ۲/۳۹

اس لئے اس کام کی ضرورت اور اہمیت زیادہ ہوگئی، ماشاء اللہ اس بات سے تو خوشی ہوئی کہ آپ حضرات کو حضرت والا نور اللہ مرقدہٗ سے خاص تعلق ولگاؤ ہے، اور اسی تعلق کی بنا پر یہاں تشریف لائے، اور حضرت کی کیا تمنا تھی وہ بھی آپ کے سامنے آچکی ہے اسلئے اس کام کو کیا جائے، اس میں انشاء اللہ امت کی صلاح وفلاح ہے، آپ اس کام میں لگیں میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کتنے دن لگیں گے لیکن تھوڑے ہی دنوں میں انشاء اللہ نمایاں فرق محسوس ہونے لگے گا، ابھی دس برس ہوئے دل میں آیا کام ہو رہا ہے، سب سے زیادہ کام بنگلہ دیش میں ہو رہا ہے ابھی ایک سال ہوا کتنا فرق ہوا، ڈھاکہ میں تقریباً ایک کروڑ کی آبادی ہوگی، وہاں کام کیا گیا بعض حضرات نے بتایا کہ آدھے ڈھاکہ کے اندر اذانیں واقامتیں سنت کے مطابق ہوگئیں، علماء نے کوششیں کیں، علماء جاتے ہیں گشت کرتے ہیں، مسجد میں جمع کرتے ہیں، تھوڑی دیر بات ہوتی ہے، اذانیں واقامتیں درست کراتے ہیں، نماز کا مسنون طریقہ بتاتے ہیں وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ ابتک آپ لوگ کہاں تھے؟ یہ لوگ کہتے ہیں کہ بھائی کیا بتائیں ہمیں خود ہی توجہ نہیں تھی، اسلئے آپ لوگ اپنے اپنے علاقہ میں جائیں اور اس کام کو کریں، انشاء اللہ اس کے فائدے محسوس ہوں گے۔

خلاصۂ کلام

تو اس وقت بیان کا خلاصہ یہ ہوا کہ مومن اور مومنہ کی چار صفات اور ان کی چار خصوصیات ہیں۔ ایک یہ کہ نماز کو سنت کے موافق پڑھتے ہیں، دوسرے یہ کہ زکوٰۃ پابندی سے ادا کرتے ہیں تیسرے یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت

خوش دلی سے کرتے ہیں اور آخر میں خصوصیت سے جس بات کی طرف توجہ دلائی گئی کہ اچھی باتوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، یہ صفات اگر موجود ہیں تو قابل شکر بات ہے، اور اگر نہیں ہے تو قابل فکر بات ہے۔ ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی فکر و کوشش کرنا چاہئے، اب دعا کرلی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان باتوں کو قبول فرمائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تمہاری قوم کی تو ہے بنا ہی دین و ایماں پر
تمہاری زندگی موقوف ہے تعمیلِ قرآں پر
تمہاری فتحیابی منحصر ہے فضلِ یزداں پر
نہ قوّت پر نہ کثرت پر نہ شوکت پر نہ ساماں پر
مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

القول العزیز

جو اک غلامی کا ہے زیب مسلم
کہ ہر چیز موزوں ہے اپنے محل میں
یہ اعمال بد کی ہے پاداش ورنہ
کہیں شیر بھی جوتے جاتے ہیں ہل میں

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ